9

سندھ کو اللہ تعالیٰ نے سلسلہ کی جائیدادوں کے لئے منتخب کیا ہے۔ محنت اور قربانی سے سلسلہ کی آمد کو بڑھانا چاہئے

(فرمودہ 22مارچ 1946ء بمقام محمد آباد سندھ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"جو کام اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کے سپرد کیا ہے وہ اتنا بڑا ہے کہ اس کے لئے جن سامانوں کی ضرورت ہے ان کا مہیا کرنا ہماری طاقت سے باہر ہے۔ ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑی قربانی کرتی ہے۔ اتنی بڑی قربانی کہ اس کی مثال دنیا کی کسی جماعت میں نہیں پائی جاتی۔ ہندوستان میں ہماری تعداد پانچ چھ لاکھ ہے۔ اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد دس کروڑ ہے یعنی ہم فی دو سو دوسرے مسلمانوں کے مقابلے میں ایک ہیں۔ لیکن جتنی قربانی ہماری جماعت کرتی ہے اس کا سواں حصہ بھی دوسرے مسلمان نہیں کرتے۔ ہماری صدر انجمن کا سالانہ چندہ آٹھ لاکھ ہے اور تین لاکھ تحریک جدید کا چندہ ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے چندے جیسے کالج، سکول اور مساجد وغیرہ کے بھی لاکھ ڈیڑھ لاکھ سالانہ ہو جاتے ہیں بلکہ اس سے زیادہ۔ یہ ساڑھے بارہ لاکھ ہو گیا۔ اس کے علاوہ بہت سے چندے ایسے ہیں جو مرکز میں بھیجے نہیں جاتے بلکہ مقامی طور پر خرچ کر لئے جاتے ہیں۔ مثلاً افریقہ کے ایک علاقہ کا چندہ

گزشتہ سال تیس ہزار سے زائد تھا۔ وہ چندہ مرکز میں نہیں بھیجا جاتا بلکہ وہیں کے سکولوں، مدارس اور تبلیغی کاموں میں خرچ ہوتا ہے۔ اسی طرح ہماری جماعتیں بڑے بڑے شہروں میں مساجد بنواتی ہیں تو اس کا خرچ بھی وہ خود برداشت کرتی ہیں مثلاً کلکتہ کی جماعت نے اسّی ہزار روپیہ مسجد کے لئے جمع کیا ہے۔ اگر ان چندوں کو بھی ملا لیا جائے تو پندرہ لاکھ سے اوپر ہماری جماعت کے سالانہ چندے ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے مقابلے میں دوسرے مسلمانوں کی تعداد دس کروڑ ہے اگر وہ بھی اسی طرح قربانی کریں جس طرح ہماری جماعت قربانی کرتی ہے تو وہ کئی ارب روپیہ جمع کر سکتے ہیں۔ غیر احمدیوں میں بعض آدمی ایسے ہیں کہ اگر وہ ہمت کریں تو وہ ایک ایک آدمی اپنی دولت کی زیادتی کی وجہ سے ہماری جماعت سے زیادہ چندہ دے سکتا ہے۔ لیکن اگر اس بات کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو بہرحال چونکہ وہ ہم سے دو سو گُنے زیادہ ہیں اس لئے ان کا چندہ بھی ہم سے دو سو گُنا ہونا چاہئے۔ جس کے معنے یہ ہوئے کہ ان کی آمد تیس کروڑ روپیہ سالانہ ہونی چاہئے لیکن ہندوستان میں پچھلے پچاس سال میں کسی ایک سال میں بھی ایک کروڑ مسلمانوں نے جمع نہیں کیا ہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں وہ اخلاص نہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو عطا کیا ہے۔ اگر ان کے اندر بھی وہی اخلاص پیدا ہو جائے تو ان کا چندہ یقیناً گورنمنٹ آف انڈیا کے بجٹ سے بڑھ جائے۔ گورنمنٹ آف انڈیا کی آمد ایک ارب روپیہ سالانہ ہے۔ مسلمانوں کی تعداد دس کروڑ ہے اور اگر پانچ روپے سالانہ چندہ فی آدمی رکھ لیا جائے تو پچاس کروڑ روپیہ بن جاتا ہے لیکن چونکہ ان میں کئی آدمی بڑے بڑے مالدار بھی ہیں اس لئے بغیر تکلیف کے ایک ارب روپیہ سالانہ جمع کر سکتے ہیں اور ایک ارب روپیہ سالانہ گورنمنٹ آف انڈیا کی آمد ہے۔ گورنمنٹ ٹیکسوں کے ذریعہ حکومت کے دباؤ سے یہ روپیہ وصول کرتی ہے لیکن ہمارے سب چندے طوعی ہوتے ہیں۔ نہ ہمیں جبر کرنے کی طاقت ہے نہ ہم نے جبر کرنا ہے۔ روپیہ دو ہی طرح جمع ہو سکتا ہے یا تو حکومت کے دباؤ سے یا پھر لوگوں کا ایمان اتنا اعلیٰ ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر چیز قربان کرنا اپنی سعادت سمجھیں۔ پس احمدیوں کا دوسروں کے چندوں سے بڑھ جانے کی وجہ یہی ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے حلاوتِ ایمان بخشی ہے۔ ہمارا ایک احمدی جو بھوکوں مر رہا ہو وہ اپنے ایمان کی وجہ سے بیوی، بچوں کا پیٹ کاٹ کر

روپیہ دوروپیہ ماہوار چندہ دے دیتا ہے۔ لیکن ایک غیر احمدی کے لئے جو مالی لحاظ سے بہت اچھا ہو روپیہ دوروپیہ ماہوار دینا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی شخص قومی کام کے لئے ایک سو روپیہ دے دے تو اخباروں میں شور مچ جاتا ہے کہ فلاں رئیس نے ایک سو روپیہ قومی کام کے لئے دیا ہے حالانکہ جو شخص ایک سَو مربعے کا مالک ہے اس کے لئے ایک سَو روپیہ دینا کونسی قربانی ہے۔ ہمارے ہاں ایک غریب آدمی بھی کئی سو روپیہ چندہ دے دیتا ہے جو اس کی حیثیت سے بہت بڑھ کر ہوتا ہے لیکن اس کا نام کسی اخبار میں نہیں چھپتا۔ اور اگر وہ دے کر اس روپیہ کا دوبارہ نام بھی لے تو ساری جماعت بُرا مناتی ہے کہ تم نے خدا تعالیٰ کو دیا ہے کسی پر احسان نہیں کیا۔ لیکن باوجود اتنی قربانیوں کے ہمارے ذمہ جو کام ہے وہ اتنا بڑا ہے کہ اس کے مقابل میں ہمارے سامان بہت تھوڑے ہیں اور وہ کام صرف اس روپے سے نہیں چل سکتا۔

اس سال تحریک جدید کے دفتر دوم میں ستّر ہزار کے وعدے آئے ہیں اور دفتر اول میں دولاکھ پنتالیس ہزار کے وعدے آئے ہیں۔ اور دونوں دفتروں کے وعدے تین لاکھ پندرہ ہزار بنتے ہیں اور ابھی ہندوستان سے باہر کی جماعتوں کے وعدے باقی ہیں۔ اگر وہ شامل کر لئے جائیں تو یہ پونے چار لاکھ کے وعدے ہو جائیں گے۔ لیکن کیا تحریک جدید اس روپے سے تمام غیر ممالک میں تبلیغی مراکز قائم کرانے میں کامیاب ہو سکتی ہے؟ ہمیں اس وقت ہزاروں بلکہ لاکھوں مبلغوں کی ضرورت ہے جن کو ہم غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے مقرر کریں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں اس بات کو بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ ہم ان ممالک کے اخراجات اس چندے سے پورے کر سکتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ غیر ممالک کے اخراجات ہمارے ملک کی نسبت پانچ چھ گنے ہیں۔ ہمارے مبلغ یہاں ایک سو روپیہ میں گزارہ کر لیتے ہیں لیکن چین اور دوسرے ممالک میں ایک مبلغ کا پانچ سو میں بھی گزارہ ہونا مشکل ہے۔ یہی حال ایران کا ہے۔ وہاں بھی چیزیں بہت زیادہ مہنگی ہیں۔ یہاں روپے کی دو سیر کھانڈ بِکتی ہے لیکن وہاں دس روپے سیر کھانڈ ملتی ہے۔ یہاں ہمارا مبلغ دال روٹی کھا کر پچاس روپے میں بھی گزارہ کر لیتا ہے لیکن وہاں دال روٹی کھا کر بھی پانچ سو میں بھی گزارہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن چونکہ ہم نے ان ممالک میں تبلیغ کرنی ہے اس لئے وہاں کے اخراجات بھی برداشت کرنے ہوں گے۔ اگر ہم ایک ہزار مبلغ فِی الحال

رکھیں تو ہمیں پانچ لاکھ روپیہ ماہوار یا ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ کی ضرورت ہے۔ دفتر اول کے ابھی آٹھ سال باقی ہیں اور دفتر اول کا چندہ دفتر دوم سے بہت زیادہ آ رہا ہے۔ جب یہ آٹھ سال ختم ہوں گے تو سارا بوجھ دفتر دوم پر ہو گا مگر وہ ابھی بہت کم ہے، اتنا کم کہ سب ضرورت کا چھٹا حصہ بھی اس سے پورا نہیں ہو سکتا حالانکہ ہماری یہ سکیم ہے کہ دفتر اول کے بعد دفتر دوم آئندہ ان تمام اخراجات کا متحمل ہو۔ تحریک جدید کے روپیہ سے جو زمین خریدی گئی ہے اس سے ابھی کوئی خاص آمد نہیں ہو رہی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم ابھی تک زمین کی درستی اور زمینوں کے پچھلے قرضہ کے ادا کرنے میں مشغول ہیں اور ابھی ایک دو سال تک یہی سلسلہ جاری رہے گا۔ اس کے بعد ہمیں اِنْشَاءَ اللہ معقول آمدنی ان زمینوں سے شروع ہو جائے گی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ہمارے کارکن اخلاص اور رغبت سے کام کریں اور پوری احتیاط سے فصلوں کے بونے اور کاٹنے کا خیال رکھیں۔ مگر یہ رقم جیسا کہ مَیں بار بار بتا چکا ہوں ابھی ایک مضبوط ریزرو فنڈ بنانے میں جمع ہو گی۔ منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کا پانچ کروڑ کا ریزرو فنڈ بیرونی مشنوں کو مضبوط کرنے کے لئے ضروری ہے۔ جس کے لئے مَیں تیاری میں لگا ہوا ہوں۔ غرض ان زمینوں کی آمد سے ہمیں بیرونی مشنوں کے قائم رکھنے میں بہت مدد ملے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام دنیا کی طرف آئے ہیں اور ہم نے ساری دنیا کو آپ کا پیغام پہنچانا ہے اور ہمیں ساری دنیا میں اس آواز کو بلند کرنے کے لئے کم از کم بیس ہزار مبلغ چاہئیں۔ اور بیس ہزار مبلغ کے لئے کم از کم پچاس کروڑ روپے کی سالانہ ضرورت ہے۔ کیونکہ جب ہم بیس ہزار مبلغ باہر تبلیغ کے لئے روانہ کریں گے تو ہمیں ان کو واپس بلانے کے لئے بھی بیس ہزار مبلغ کی ضرورت ہے کیونکہ ایک مبلغ کو متواتر کئی سال تک اس کے رشتہ داروں اور اس کے بیوی بچوں سے جُدا رکھنا بہت تکلیف دِہ امر ہے۔ اس لئے ہمیں یہ بھی انتظام کرنا ہو گا کہ پہلے مبلغ تین سال کے بعد واپس آ جائیں اور ان کی جگہ اور نئے مبلغ چلے جائیں۔ پس بیس ہزار مبلغین کا مختلف علاقوں میں پھیلانا ایک ایسا کام ہے جو صرف چندے کی رقوم سے نہیں ہو سکتا۔ اگر ہماری جماعت بہت زیادہ قربانی کرے اور چندہ کے فراہم کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھے تو پھر بھی وہ رقم بیس تیس لاکھ سے زیادہ نہ ہو گی۔ لیکن جیسا کہ مَیں بتا چکا ہوں کروڑوں کروڑ روپیہ کی

ضرورت ہے۔

اگر ہماری جماعت تجارت کی طرف متوجہ ہو جائے اور تجارت کے ایک حصہ پر ہماری جماعت قابض ہو جائے تو اس کی مالی حالت بھی اچھی ہو جائے اور غیر ممالک میں تبلیغ کا کام جو اسے مشکل نظر آتا ہے وہ بھی بہت آسان ہو جائے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ دوسری اقوام کے لوگ تجارت سے کمایا ہوا روپیہ اپنی عیاشیوں ، کنچنیوں کے ناچ گانے میں خرچ کر رہے ہیں۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں روپیہ ان کی جیبوں سے ان کاموں کے لئے نکل آتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے ان کی جیبیں خالی ہیں اور ان سے ایک پیسہ بھی نہیں نکل سکتا۔ پس ضروری ہے کہ کچھ روپیہ تجارت سے بھی آئے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ ہو۔ آخر کیا وجہ ہے کہ اس میدان پر صرف شیطان کا قبضہ ہو۔ ہم نے تجارت اور صنعت کو فروغ دینے کے لئے قادیان میں بعض کارخانے بھی جاری کئے ہیں اور ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بھی کھولی ہے۔

تاجروں کے بعد زمینداروں کا بھی یہی حال ہے۔ ان کے مال کا اکثر حصہ بھی عیاشیوں میں خرچ ہوتا ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ کچھ بوجھ خدا تعالیٰ کے دین کو پھیلانے کے لئے زمینداروں پر بھی پڑے مَیں نے تحریک جدید کے لئے یہاں زمینیں خریدی تھیں۔ ان کی قیمت اس وقت تک قریباً پندرہ لاکھ روپیہ ادا کی جا چکی ہے۔ اگر ہم یہی روپیہ مختلف تجارتوں پر لگاتے اور اگر ہمیں پندرہ فیصدی نفع ہوتا تو بھی ہمیں سَوا دولاکھ روپیہ سالانہ آمدنی ہوتی لیکن ہمیں ابھی تک صرف ایک لاکھ کی سالانہ آمد ہو رہی ہے۔ اس کمی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کارکن سُستی اور غفلت سے کام کرتے ہیں اور اپنے فرائض پوری تن دہی سے سرانجام نہیں دیتے۔ اس دفعہ محمد آباد میں یہ پہلا سال ہے کہ مجھے محمد آباد کے کارکنوں کے کام سے خوشی ہوئی ہے اور مجھے ان کے کام میں ترقی نظر آئی ہے۔ اس سال محمد آباد کے کارکنوں نے پچیس فیصدی اپنے کام میں ترقی کی ہے لیکن جہاں ہم ان لوگوں سے سو فی صدی ترقی کی امید رکھتے ہیں۔ وہاں پچیس فیصدی ترقی ہمارے دل کو تسلی نہیں دے سکتی۔ ہاں اس ترقی پر اظہارِ خوشنودی بھی ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر بھی کہ اس نے ہمارا قدم درستی کی طرف اٹھایا۔

پنجاب کی زمین سندھ کی زمین کے مقابلہ میں بے انتہا آمدنی پیدا کرتی ہے۔ اس کی وجہ

یہ ہے کہ پنجاب کے لوگ سندھی لوگوں کی نسبت زیادہ محنتی ہیں۔ ایک دوست جو کہ زراعت کے محکمہ میں افسر ہیں انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کے لائلپور میں دو مربعے ہیں اور انہوں نے دونوں 6400 روپے سالانہ ٹھیکہ پر دیئے ہوئے ہیں۔ یعنی انہیں فی مربع 3200 روپیہ ملتا ہے۔ اگر ہمیں بھی 3200 روپیہ فی مربع آمد ہو تو تحریک جدید کے 400 مربعوں سے ہمیں بارہ تیرہ لاکھ روپیہ سالانہ کی آمد ہو جائے۔ لیکن ہمیں ابھی تک ایک لاکھ روپیہ کی آمد ان زمینوں سے ہوتی ہے۔ یہ ایام قیمتوں کی زیادتی کے ہیں۔ اگر قیمتیں گر جائیں اور پیداوار کی یہی حالت رہے تو پھر تو پچاس ساٹھ ہزار کی آمد کا اندازہ رہ جاتا ہے لیکن تحریک کے واقفین اور دوسرے کارکن عقل اور قربانی اور محنت سے کام لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ پنجاب کے برابر آمد یہاں سے پیدا نہ کر سکیں۔ بہرحال اس سال مَیں کارکنوں کے کام پر خوش ہوں اور ان کے اچھے کام کی تعریف کرتا ہوں۔ پہلے تمام سالوں سے اس سال فصلیں اچھی ہیں اور آئندہ فصلوں کی تیاری بھی اچھی ہے۔ اب ایک بات کی نگرانی باقی ہے کہ جس طرح انہوں نے پہلے محنت اور کوشش سے کام کیا ہے اسی طرح اب فصلوں کے کاٹنے میں بھی حفاظت سے کام لیں اور پوری پوری نگرانی کریں کہ فصل کا کوئی حصہ بھی ضائع نہ ہو۔ اگر کارکنوں نے پوری طرح نگرانی کی تو مجھے امید ہے محمد آباد کی فصل تمام اسٹیٹوں سے بڑھ جائے گی۔ اور اگر ان اسٹیٹوں کی فصل بھی اس کے برابر ہو گئی یا اس سے بڑھ گئی تو مَیں سمجھوں گا کہ محمد آباد کے کارکنوں نے فصل کی پوری طرح حفاظت نہیں کی۔

اگر آج ہم زراعت کی طرف متوجہ ہیں تو محض اس لئے کہ ان جائیدادوں کے ذریعہ قرآن کریم اور حدیث اور اسلام کی تائید کے لئے کتابیں پھیلا سکیں۔ اگر ہم تجارت کو فروغ دینا چاہتے ہیں تو محض اس لئے کہ ہماری اتنی آمد ہو جائے کہ اس سے ہم اسلام اور احمدیت کی تمام دنیا میں اشاعت کر سکیں۔ پس ہمارا زراعت اور تجارت کی طرف متوجہ ہونا دنیوی معاملہ نہیں بلکہ دینی ہے۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے کہ ہم ہندوستان میں دوسرے مسلمانوں کے مقابلہ میں دوسو کے مقابلہ میں ایک ہیں اور دنیا کی آبادی دو ارب ہے اس لئے ہم دنیا کے مقابلے میں چار ہزار کے

مقابلہ میں ایک ہوئے اور چونکہ ہماری اس تعداد میں سب عورتیں اور بچے وغیرہ شامل ہیں۔ اور اگر ہر گھر کے پانچ فرد سمجھے جائیں اور ان میں سے صرف ایک مرد بالغ عاقل سمجھا جائے تو بیس ہزار کے مقابلہ میں ہم ایک ہوئے۔ اور چونکہ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی عقل تیز نہیں ہوتی یا تبلیغ کرنے میں سُست ہوتے ہیں یا جاہل ہوتے ہیں تبلیغ کر نہیں سکتے۔ تو اس لحاظ سے ہم دو لاکھ کے مقابلہ میں ایک ہوئے۔ اب دو لاکھ کے مقابلہ میں ایک آدمی کیا کر سکتا ہے۔ پس ضرورت ہے اس امر کی ہے کہ جماعت کی تعداد کو جلدی جلدی بڑھایا جائے۔ جب تک تعداد زیادہ نہیں ہوتی تبلیغ کا عام ہونا بہت مشکل ہے۔ اس دفعہ تبلیغ میں بھی محمد آباد سب سے بڑھ گیا ہے۔ سندھیوں میں سب سے زیادہ محمد آباد کے لوگوں نے تبلیغ کی ہے اور تیرہ چودہ آدمی بیعت بھی کر چکے ہیں اور سُرعت کے ساتھ ترقی کی طرف قدم اٹھتا نظر آرہا ہے۔ اس دفعہ محمد آباد باقی اسٹیٹوں سے دو لحاظ سے اول نمبر پر رہا ہے۔ اول فصلوں کے لحاظ سے۔ جیسی فصل اس دفعہ محمد آباد میں ہے ایسی فصل ہماری کسی اَور اسٹیٹ میں نہیں ہے۔ یہاں یہ سوال نہیں کہ محمد آباد ایک دنیوی کام میں سب سے بڑھ گیا ہے بلکہ ہم اس کامیابی کو اس نقطۂ نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ محمد آباد نے خدا کے نام کی جائیداد کو باقی اسٹیٹوں سے زیادہ کامیاب بنانے کی کوشش کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص خدا کے کام آنے والی جائیداد کی آمدنی میں ایک پیسہ کی بھی زیادتی کرتا ہے گویا وہ ایک پیسہ اپنی آمدنی سے خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور جو شخص خدا تعالیٰ کی فصل کو زیادہ کرتا ہے تو جو آمدن اس زائد فصل سے ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے دفتر میں اسی کے نام لکھی جاتی ہے۔ گویا اس نے اپنے پاس سے خدا کی راہ میں خرچ کی۔ پس اس اسٹیٹ کے لوگوں کا فصل کو بڑھانا دنیوی لحاظ سے بھی گو فائدہ مند ہے لیکن دینی لحاظ سے بھی کارکنوں کے لئے ثواب کا موجب ہے اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوانوں کو ہمت دے اور ان کی محنت میں برکت دے۔ دوسرے تبلیغی لحاظ سے محمد آباد اول نمبر پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے ان کے ذریعہ دین کی اشاعت اور تبلیغ اسلام کی خوشبو دور دور تک پھیلے۔ ہمارے لئے تبلیغی لحاظ سے سندھ بہت اعلیٰ جگہ ہے۔ سندھ وہ ملک ہے جہاں اسلام ہندوستان میں سب سے پہلے آیا۔ جہاں مقامی روایات کے مطابق رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعض صحابہ تشریف لائے اور جہاں آپ کے

صحابہؓ فوت ہوئے۔ ناصر آباد کے پاس ایک گاؤں ہے جس کا نام دیہہ صحابو1 ہے یعنی صحابی کا گاؤں۔ وہاں ایک صحابیؓ کی قبر بھی ہے اور عین میری زمین میں ہے۔ اسی طرح بمبئی کے پاس ایک جگہ تھانہ ہے وہاں بھی صحابہؓ کی قبریں بیان کی جاتی ہیں۔

اہلِ عرب میں تبلیغ کرنے کا سب سے اچھا رستہ سندھ ہے۔ ہم پنجاب سے عرب میں تبلیغ نہیں کر سکتے۔ ہم بنگال سے بھی عرب میں تبلیغ نہیں کر سکتے۔ ہم یو۔ پی سے بھی عرب میں تبلیغ نہیں کر سکتے۔ ہم افغانستان سے بھی عرب میں تبلیغ نہیں کر سکتے۔ اگر ہم عرب میں تبلیغ کر سکتے ہیں تو سندھ کے رستے سے ہی کر سکتے ہیں کیونکہ ہندوستان کی تمام تجارت عرب سے سندھ کے ذریعہ ہوتی ہے۔ عرب کی کھجوریں، چٹائیاں، رسیاں اور اسی قسم کی دوسری چیزیں کراچی آکر اُترتی ہیں۔ کراچی سے غلہ، کھانڈ اور باقی اشیاءِ تجارت عرب کو جاتی ہیں۔ یہ تجارت زیادہ تر کشتیوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ عربوں کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے جہالت کے زمانہ میں آکر ہم کو ظلمت سے نکالا، ہمیں اللہ تعالیٰ سے ملایا، رسول کریم ﷺ سے روشناس کرایا۔ یہ ان کی اتنی بڑی نیکی ہے کہ جس کا کسی طرح بدلہ نہیں دیا جا سکتا۔ اور اب جبکہ عرب خدا تعالیٰ سے دور جا چکے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ان کو خدا تعالیٰ سے ملائیں۔ اور عربوں کو تبلیغ کرنے کا سب سے اچھا ذریعہ یہی ہے کہ ہم سندھیوں کو احمدی بنائیں۔ اگر سندھی لوگ کثرت سے احمدی ہو جائیں تو ہماری آواز بہت ہی آسانی کے ساتھ عربی ممالک میں پہنچ سکتی ہے کیونکہ عرب کا اور سندھ کا سمندر ملا ہوا ہے۔ عرب سے سندھ کو اور سندھ سے عرب کو کثرت سے کشتیاں آتی جاتی رہتی ہیں۔ اگر کشتیاں چلانے والے یا کشتیوں کے مالک احمدی ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ عربی ممالک میں احمدیت کی آواز نہ پہنچے۔ اگر ہم کشتیوں کی تجارت پر قابض ہو جائیں تو ہم بہت موثر پیرائے میں عرب میں تبلیغ کر سکتے ہیں خواہ عربی ممالک میں ہمارے مبلغوں کو داخلہ کی اجازت نہ بھی ہو۔ کیونکہ دوسرے رستوں سے تو ہمارے مبلغوں کو حکومت روک سکتی ہے لیکن تُجّار کے رنگ میں کام کرنے والوں کو حکومت کس طرح روک سکتی ہے۔ اگر حکومت ان کشتیوں کی آمد و رفت روک دے تو اسے وہ چیزیں نہ مل سکیں گی جو ان کو ہندوستان سے پہنچتی ہیں اور حکومت مجبور ہو گی کہ ان کشتیوں کو اپنے ساحل پر آنے دے۔

پس یہ عربی ممالک میں تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کشتیوں کی تجارت میں احمدیوں کا ہاتھ ہو۔ ہماری جماعت کو اس علاقہ کی اہمیت کو جاننا چاہئے۔ صرف یہی نہیں کہ سندھ عرب کا دروازہ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سلسلہ کو سندھ میں جائیدادیں عطا کی ہیں اور یہ بات بھی بلاوجہ نہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو ہندوستان میں بلا وجہ نہیں بھیجا اسی طرح اللہ تعالیٰ کا سندھ میں ہمیں جائیدادیں عطا کرنا بلاوجہ نہیں۔ کیوں نہ اللہ تعالیٰ نے پنجاب میں یا یو۔پی میں ہمارے لئے زمین خریدنے کے سامان کر دیئے۔ پنجاب میں بھی زمینیں بِکتی ہیں اور یو۔پی میں بھی اچھی اچھی زمینیں مل سکتی تھیں۔ پھر یہاں سندھ میں لانے کی کوئی وجہ تو ضرور ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ زمینیں ایک خواب کی بناء پر خریدی گئی ہیں۔ جب مَیں نے وہ خواب دیکھا تھا اس وقت ابھی سکھر بیراج نہیں بنا تھا اور نہ اس قسم کی کوئی خاص سکیم تھی۔ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں ایک نہر کے کنارے ایک بند پر کھڑا ہوں اور مَیں دیکھتا ہوں کہ اس علاقے میں طغیانی آگئی ہے اور گاؤں کے گاؤں غرق ہونے شروع ہو گئے ہیں اور مَیں حیرت کے ساتھ یہ نظارہ دیکھ رہا ہوں کہ اتنے میں میرے ساتھیوں میں سے کسی نے مجھے آواز دی کہ پیچھے کی طرف سے پانی بہت قریب آگیا ہے۔ مَیں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو دیکھا کہ تمام قصبے اور گاؤں زیرِ آب ہو رہے ہیں اور پانی بہت قریب آگیا ہے۔ جس کنارے پر مَیں کھڑا ہوں۔ وہاں کچھ اَور اشخاص بھی میرے ساتھ کھڑے تھے۔ تھوڑی دیر میں پانی اَور بھی زیادہ قریب آگیا ہے اور اس نے وہ کنارا بھی اُکھاڑ پھینکا جس پر مَیں کھڑا تھا اور مَیں نہر میں تیرنے لگ گیا ہوں۔ یہ نہر دُور تک چلی جاتی ہے اور اب ایک دریا کی شکل میں تبدیل ہو گئی ہے۔ مَیں کوشش کرتا ہوں کہ کسی جگہ میرے پیر لگ جائیں۔ آخر مَیں تیرتا تیرتا فیروزپور کے آگے نکل گیا اور بار بار کوشش کے باوجود میرے پاؤں کہیں نہیں لگے۔ اُس وقت یوں معلوم ہوتا ہے کہ نہر، ستلج سے جاملی ہے اور اب یہ دریا سندھ دریا میں ملنے کے لئے جارہا ہے تب میں بہت گھبرایا اور مَیں نے دعا شروع کی کہ یا اللہ! سندھ میں تو میرے پیر لگ جائیں۔ یا اللہ! سندھ میں تو میرے پیر لگ جائیں۔ اس دعا کے بعد مَیں دیکھتا ہوں کہ یکدم ایک اونچی جگہ پر میرے پیر لگ گئے ہیں۔

جب سندھ کا علاقہ آباد ہونا شروع ہوا تو یہ خواب مجھے یاد آگئی اور اس خواب کی بناء پر مَیں نے یہاں زمینیں خرید لیں۔ جس وقت مَیں نے یہ خواب دیکھی تھی اُس وقت سندھ کے آباد ہونے کے کوئی آثار نہ تھے اور جتنے بڑے بڑے انجینئر تھے وہ سب سکھر سے نہریں نکالنے کے خلاف تھے۔ آخر لارڈ لائڈ2 نے جو کہ بمبئی کا گورنر تھا چند انجینئروں کو اپنے ساتھ متفق کیا اور سکھر بیراج کی سکیم منظور کروالی اور اسی کے نام سے اس بیراج کا نام لائڈ بیراج ہے۔ غرض یہ جائیداد ایک معجزہ اور ایک نشان ہے۔ اس کا ہر ایکڑ خدا تعالیٰ کے کلام کی تصدیق کر رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ اس جگہ جائیداد کا پیدا ہونا ایک الٰہی سکیم کے مطابق ہے۔ اور ہمیں چاہیئے کہ اس جائیداد کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے کی کوشش کریں۔ پس اگر کسی دوست کو معلوم ہو کہ کسی جگہ اس علاقہ میں اَور زمین ملتی ہے تو اسے ہمیں اطلاع دینی چاہیئے۔ اس وقت ہماری زمینیں ضلع میرپور خاص اور ضلع حیدر آباد میں ہی ہیں لیکن مَیں چاہتا ہوں کہ سندھ کے تمام علاقوں میں ہماری زمینیں پھیل جائیں کیونکہ جہاں ہماری زمینیں ہوں گی وہاں ہمارے کارکن بھی رہیں گے اور ان کے ذریعہ سندھیوں میں احمدیت پھیلے گی۔ پس دوستوں کو اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے کہ جہاں کہیں کسی جائیداد کا پتہ لگے کہ وہ سلسلہ کے لئے فائدہ بخش ہو سکتی ہے فوراً مجھے یا تحریک جدید کو اطلاع دیں۔

اس کے بعد مَیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سلسلہ کے لئے قربانی کرنے والوں کی یادگار کو تازہ رکھنے کے لئے مَیں نے سلسلہ کی جائیداد کے مختلف گاؤں کے نام بزرگوں کے ناموں پر رکھنا تجویز کیا ہے۔ رسول کریم ﷺ چونکہ ہمیں سب سے زیادہ عزیز ہیں اس لئے آپ کے نام پر اس گاؤں کا نام جو تحریک کی جائیداد کا مرکز ہے محمد آباد رکھا گیا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کی جائیداد کے مرکز کا نام احمد آباد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر رکھا گیا ہے۔ محمد آباد آٹھ ہزار ایکڑ کا رقبہ ہے۔ اس لحاظ سے میرا خیال ہے اس میں چھ سات گاؤں اَور آباد ہو سکتے ہیں۔ اگر بارہ سَو ایکڑ کا ایک گاؤں بنایا جائے تو سات گاؤں اس رقبہ میں آباد ہو سکتے ہیں۔ اس وقت جو آبادیاں یہاں قائم ہو چکی ہیں ان میں سے ایک کا نام پہلے سے حضرت خلیفہ اول کے نام پر نور نگر ہے۔ اب شمالی حلقہ کی ایک آبادی جو سٹیشن کے پاس ہے اس کا نام کریم نگر

رکھا گیا ہے۔ اور مغربی طرف کی دو آبادیوں میں سے ایک کا نام لطیف نگر صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کی یاد میں، اور ایک کا نام روشن نگر حافظ روشن علی صاحب کی یادگار میں رکھا گیا ہے۔ پہلے مَیں نے ان ناموں کے ساتھ آباد لگایا تھا مگر پھر اسے نگر میں تبدیل کر دیا تاکہ محمد آباد نام کے لحاظ سے بھی اپنے حلقہ میں ممتاز ہو۔ جس طرح رسول کریم ﷺ سورج ہیں اور یہ لوگ ستارے ہیں اسی طرح محمد آباد بطور سورج کے ہو اور اس کے اِرد گرد باقی گاؤں بطور ستاروں کے ہوں۔ میرا ارادہ بعض اَور نام بھی رکھنے کا ہے۔ مثلاً برہان نگر مولوی برہان الدین صاحب کے نام پر اور اسحاق نگر میر محمد اسحاق صاحب مرحوم کے نام پر۔ اسی طرح ایک دو گاؤں احمد آباد کی زمین میں بھی آباد ہو سکتے ہیں ان کے ساتھ بھی نگر لگایا جائے گا۔ اور جو گاؤں احمد آباد میں آباد ہوں گے ان کے نام بھی سلسلہ کے لئے قربانی کرنے والوں کے نام پر رکھے جائیں گے۔ ان گاؤں کے نام بھی اللہ تعالیٰ کا ایک نشان ہوں گے کیونکہ ایک وہ دن تھا کہ قادیان میں اگر تین چار سَو روپیہ چندہ آ جاتا تھا۔ تو بڑی ترقی سمجھی جاتی تھی۔ اور آج یہ دن آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سلسلہ کو لاکھوں لاکھ کی جائیدادیں دی ہیں اور قربانی کرنے والوں کے نام پر گاؤں آباد ہو رہے ہیں۔ اسی طرح میرا خیال ہے کہ ایک گاؤں کا نام تحریک نگر رکھا جائے جو تحریک جدید میں حصہ لینے والوں کی یادگار ہو۔ پس اگر کسی دوست کو اضلاع حیدر آباد، نواب شاہ، سکھر، دادو، کراچی یا میرپور خاص میں کسی اچھی زمین کا علم ہو تو وہ ہمیں فوراً اطلاع دے۔ خواہ وہ قیمتاً ملتی ہو یا مقاطعہ [3] پر ملتی ہو۔ اگر ہمارے قریب ہو تو تھوڑی زمین بھی خریدی جا سکتی ہے لیکن اگر دُور ہو تو پندرہ سو یا دو ہزار ایکڑ سے کم نہ ہو کیونکہ اس سے تھوڑی زمین کا انتظام بہت مہنگا پڑتا ہے۔ لیکن اگر ہماری اسٹیٹوں کے قریب تھوڑی زمین بھی ہو تو وہ خریدی جا سکتی ہے اور پھر تبادلوں کے ذریعہ اسے ساتھ ملایا جا سکتا ہے۔

زمین کے علاوہ میرا ارادہ ہے کہ حیدر آباد اور ایسے ہی دوسرے علاقوں میں کارخانے جاری کئے جائیں۔ تحقیقات کے لئے کہ کہاں کہاں کارخانے مفید ہوں گے ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نے ایک کارکن کو مقرر کیا ہے۔ اب واپس جا کر اس کی رپورٹ دیکھ کر فیصلہ ہو سکے گا کہ کس کس جگہ کس کس قسم کے کارخانے کامیاب ہو سکتے ہیں۔ سندھ کو اللہ تعالیٰ نے سلسلہ کی

جائیدادوں کے لئے انتخاب کیا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس انتخاب کی قدر کرنی چاہئے اور محنت اور قربانی سے سلسلہ کی آمد کو بڑھانا چاہئے۔ پس مَیں تمام کارکنوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے فرائض کو سمجھیں اور انہیں کَمَا حَقُّہٗ ادا کریں اور سستی اور غفلت سے سلسلہ کی جائیداد کو کسی رنگ میں نقصان کی طرف نہ لے جائیں۔ اسلام کو دوبارہ تمام ادیان پر غالب کرنے کی اللہ تعالیٰ نے جو داغ بیل ڈالی ہے اس میں وہ ممد ہوں اور روک نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ اسلام سے باغی قومیں ہمارے ذریعہ اسلام میں داخل ہوں اور اسلام کی بنیاد ایسی مضبوط اور شاندار طور پر قائم ہو کہ غیر مسلموں کی فوقیت کُلّی طور پر مٹ جائے۔ اور وہ ایسے نظر آئیں جیسے سورج کے مقابلہ میں ایک جگنو ہوتا ہے۔"

(الفضل 2 اپریل 1946ء)

1: دیہہ صحابو: ناصر آباد ضلع عمر کوٹ سے تقریباً آدھا کلو میٹر دور ایک گاؤں۔

2: لارڈ لائڈ (The Lord LLOYD) (1879-1941)
اس کا پورا نام جارج ایمبروز لائیڈ تھا۔ دسمبر 1918ء میں اسے بمبئی کے گورنر کے طور پر مقرر کیا گیا۔ (Wikepedia, the free Encylopedia "The Lord LLOYD")

3: مقاطعہ: اِجارہ۔ ٹھیکہ